



4815CH04



## مجھے میرے بزرگوں سے بچاؤ

کنہیالال کپور

پیدائش : 1910 وفات : 1980

کنہیالال کپور چک ضلع لاکل پور (موجودہ فیصل آباد، پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام ہری کپور تھا۔ طنز و مزاح کے میدان میں کنہیالال کپور اہم مقام رکھتے ہیں۔ ان کے اہم مضامین اخبار بینی، 'چینی شاعری'، غالب ترقی پسند شعرا کی محفل میں وغیرہ ہیں۔ ان کی کتابوں کے نام سنگ و خشت، شیشہ و تیشه، جنگ ورباب، نوک نشتر، بال و پر، نرم گرم اور گرد کارواں میں کنہیالال کپور کی زبان عام فہم ہے۔ ان کا طنز و مزاح قاری کو زیر لب ہنساتا ہے۔ وہ اپنے طنز و مزاح سے کسی فرد کی دل ٹکنی نہیں کرتے، بات میں بات پیدا کر کے قاری کو ہنساتے ہیں۔ کبھی کبھی حقائق کو الٹ پھیر کر بھی مزاح پیدا کر دیتے ہیں۔

میں ایک چھوٹا سا لڑکا ہوں ایک بہت بڑے گھر میں رہتا ہوں۔ زندگی کے دن کا ملتا ہوں، چوں کہ سب سے چھوٹا ہوں اس لیے گھر میں سب میرے بزرگ کھلاتے ہیں۔ یہ سب مجھ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔ انھیں چاہے اپنی صحت کا خیال رہے نہ رہے میری صحت کا خیال ضرورست تھا۔ دادا جی کو ہی لیجیے۔ یہ مجھے گھر سے باہر نہیں نکلنے دیتے کیوں کہ باہر گرمی یا برف پڑ رہی ہے۔ بارش ہو رہی ہے یاد رختوں کے پتے جھٹر ہے ہیں۔ کیا معلوم کوئی پتا میرے سر پر تڑاخ سے لگے اور میری کھوپڑی پھوٹ جائے۔ ان کے خیال میں گھر اچھا خاصا قید خانہ ہونا چاہیے۔ ان کا بس چلے تو ہر ایک گھر کو جس میں بچے رہتے ہیں سینٹرل جیل میں تبدیل کر کے رکھ دیں۔ وہ فرماتے ہیں: پھوٹوں کو بزرگوں کی خدمت کرنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر وقت مجھ سے چلم بھرواتے یا پاؤں دبواتے رہتے ہیں۔

دادی جی بہت اچھی ہیں۔ پوپلا منہ چہرے پر بے شمار جھُریاں اور خیالات بے حد پرانے۔ ہر وقت مجھے



21

مجھے میرے بزرگوں سے بچاؤ

بھوتوں، جنوں اور چڑیوں کی باتیں سنانہ کر ڈرتی رہتی ہیں: ”دیکھو بیٹا مندر کے پاس جو پیپل ہے، اس کے نیچے مت کھینا۔ اس کے اوپر ایک بھوت رہتا ہے۔ آج سے پچاس سال پہلے جب میری شادی نہیں ہوئی تھی میں اپنی ایک سہیلی کے ساتھ اس پیپل کے نیچے کھیل رہی تھی کہ یک لخت میری سہیلی بے ہوش ہو گئی۔ اس طرح وہ سات دفعہ ہوش میں آئی اور سات دفعہ بے ہوش ہو گئی۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے چیخ کر کہا ”بھوت“ اور وہ پھر بے ہوش ہو گئی۔

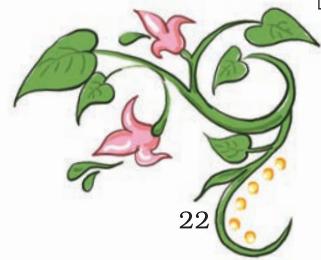


اسے گھر پہنچایا گیا جہاں وہ سات دن کے بعد مر گئی۔ اور ہاں پرانی سرائے کے پاس جو کنوں ہے اس کے نزدیک مت پھٹکنا۔ اس میں ایک چڑی میں رہتی ہے۔ وہ بچوں کا لیج بنکال کر کھا جاتی ہے۔ اس چڑی میں کی یہی خواراک ہے۔ ”پتا جی کا تکیہ کلام ہے ”نالائق۔“ ایک اور تکیہ کلام ہے ”جب میں طالب علم تھا۔“ وہ جب بھی مجھ سے گفتگو کرتے ہیں ان دونوں میں سے ایک تکیہ کلام ضرور استعمال کرتے ہیں۔

”آج کتنے سوال نکالے؟“

”بھی دس۔“

”صرف دس۔ نالائق۔“



22

”آج تاریخ کے کتنے صفحے پڑھے؟“

”جی بیس۔“

”نالائق! جب میں طالب علم تھا پچاس صفحے روز پڑھا کرتا تھا۔“

”اکبر کون تھا؟“

”جی ایک بادشاہ تھا۔“

”نالائق! کھوایک بہت اپچھا بادشاہ تھا۔“

”امتحان کیسے رہے؟“

”جی جماعت میں تیسرے رہا ہوں۔“

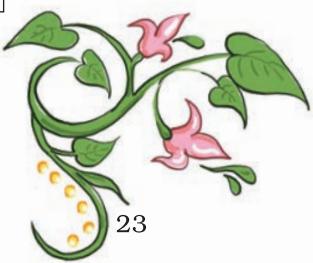
”نالائق! جب میں طالب علم تھا ہمیشہ اول آیا کرتا تھا۔“

”آج کتنی روٹیاں کھائیں؟“

”جی تین۔“

”نالائق! جب میں طالب علم تھا دس روٹیاں کھایا کرتا تھا۔“





### مجھے میرے بزرگوں سے بچاؤ

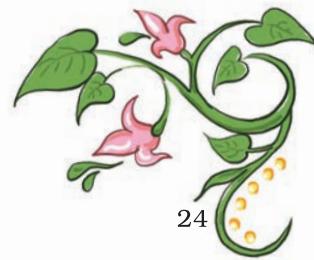
ماتا جی کو ہر وقت یہ خدشہ لگا رہتا ہے کہ پر ماتمانہ کرے اگر مجھے کچھ ہو گیا تو کیا ہو گا؟ وہ مجھے تلاab میں تیرنے کے لیے اس لینے نہیں جانے دیتیں کہ اگر میں ڈوب گیا تو؟ آتش بازی کے اناروں، پٹاخوں اور کھلجڑیوں سے اس لینے نہیں کھیلنے دیتیں کہ اگر میرے کپڑوں میں آگ لگ گئی تو؟ خالی پستول ہاتھ میں نہیں لینے دیتیں کہ اگر یہ چل گیا تو؟ پچھلے دنوں میں کرکٹ کھیلنا چاہتا تھا۔ ماتا جی کو پتہ لگ گیا۔ کہنے لگیں کرکٹ مت کھیلنا۔ بڑا خطرناک کھیل ہے۔ پر ماتما نہ کرے اگر گینداں کھ پر گل گئی تو؟

بڑے بھائی صاحب کا خیال ہے جو چیز بڑوں کے لیے بے ضرر ہے چھوٹوں کے لیے سخت مضر ہے۔ خود چوبیں گھنٹے پان کھاتے ہیں لیکن اگر مجھے بھی پان کھاتا دیکھ لیں تو فوراً ناک بھوں چڑھائیں گے۔ پان نہیں کھانا چاہیے۔ بہت گندی عادت ہے۔ سینما دیکھنے کے بہت شوقین ہیں، لیکن اگر میں اصرار کروں تو کہیں گے چھوٹوں کو فلمیں نہیں دیکھنا چاہیے۔ اخلاق پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

اسی طرح چھوٹوں کو عطر نہیں لگانا چاہیے تاکہ ان کے کپڑوں سے خوشبو نہ آئے۔ نظمیں نہیں لکھنا چاہیں تاکہ وہ بڑے ہو کر شاعرنہ بن جائیں۔ ہنسنا نہیں چاہیے تاکہ وہ ہمیشہ اُس رہیں۔

اب رہیں بھابی، انھیں افسانہ لکھنے اور جاسوئی ناول پڑھنے کا شوق ہے۔ ان کا تکنیکی کلام ہے لپک کے جائیو۔ جب بھی میں کمر سیدھی کرنے کے لیے لیٹتا ہوں وہ کہتی ہیں۔ ”لپک کے جائیو“ اور دل پسند بک اسٹال سے رسالہ ”سورج کھی“ کا تازہ نمبر لے آئیو۔ اگر سورج مکھی نہ مل تو ”چندر مکھی“ لے آنا۔ اگر وہ بھی نہ آیا ہو تو ”تارا مکھی“ اور ہاں پوچھتے آنا ”چالاک چور“ کا دوسرا حصہ چھپ گیا کہ نہیں اور ”پھر تیلا ڈاکو“ کب تک چھپ رہا ہے۔ ”سارا دن ایک بک اسٹال سے دوسرے بک اسٹال تک مارا مارا پھرتا ہوں کبھی ”نقاب پوش“ حصہ اول کی تلاش میں اور کبھی ”پُراسار قلعہ“ حصہ دوم کی کھونج میں۔

بڑی بہن کو گانے بجائے کا شوق ہے۔ ان کی فرمائشیں اس قسم کی ہوتی ہیں ”ہار موئیم پھر خراب ہو گیا ہے۔ اسے ٹھیک کر لاؤ۔ ستار کے دو تار ٹوٹ گئے ہیں اسے میوز یکل ہاؤس لے جاؤ۔ طبلہ بڑی خوفناک آوازیں نکالنے لگا۔



24

ہے اسے فلاں دکان پر چھوڑ آؤ۔ جب انھیں کوئی کام لینا ہو تو بڑی میٹھی بن جاتی ہیں۔ کام نہ ہو تو کاشنے کو دوڑتی ہیں اور وہ طرح طرح کی فضول باتیں بناتی ہیں اس وقت میں انھیں زہر لگنے لگتا ہوں۔

لے دے کے سارے گھر میں ایک غم گسار ہے اور وہ ہے میرا گفتا ”موتی“، بڑا شریف جانور ہے۔ وہ نہ تو بھوتوں اور چڑیوں کے قصے سننا کر مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتا نہ مجھے نالائق کہہ کر میری حوصلہ شکنی کرتا ہے اور نہ اسے جاسوسی ناول پڑھنے کا شوق ہے اور نہ ستار بجانے کا۔ بس ذرا مونج میں آئے تو تھوڑا سا بھونک لیتا ہے۔ جب اپنے بزرگوں سے تنگ آ جاتا ہوں تو اسے لے کر جنگل میں نکل جاتا ہوں۔ وہاں ہم دونوں تیتریوں کے پیچے بھاگتے ہیں۔ دادا جی اور دادی جی سے دور۔ پتا جی اور ماتا جی سے دور۔ بھابی اور بہن کی دسٹرس سے دور اور کبھی کبھی کسی درخت کی چھاؤں میں۔ موتی کے ساتھ سستا تے ہوئے میں سوچنے لگتا ہوں کاش! میرے بزرگ سمجھ سکتے کہ میں بھی انسان ہوں یا کاش وہ اتنی جلدی نہ بھول جاتے کہ وہ کبھی میری طرح بچے تھے۔

(کنہیا لال کپور)

## سوالات

1. بزرگوں کی زیادہ نصیحتوں سے بچوں کو کیا نقصان ہوتا ہے؟
2. مصنف کی دادی اُسے کہاں کہاں جانے سے منع کرتی تھیں؟
3. مصنف کے پتا جی کا کیا تکمیل کلام تھا؟
4. مصنف کے بڑے بھائی کا چھوٹے بچوں کے بارے میں کیا خیال تھا؟
5. مصنف کی بھابی اور بہن کے کیا کیا شوق ہیں؟
6. مصنف کی بھابی کون سے ناول منگوای تھیں؟